عابد مسعود ڈوگر

اس شجر کو کاٹ دو ایسا یہاں کوئی نہ ہو

کراچی سے آنے والی خبریں دل ودماغ کے لیے صاعقہ بنتی جارہی ہے۔لہو کی بارش ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتی ۔ ماضی کے دھندلکے میں نظر دوڑائیں تو کئی نام نظر آتے ہیں اور اتنے بڑے نام کہ ایک ایک نام کئی اداروں کے کام پر حاوی ہے۔کس کس کا نام لیجئے اور کس کس کو شمار کیجئے کوئی ایک بھی تو پلٹ کر واپس آنے والا نہیں۔ملک اور قوم کے لئے ان کی خدمات کا شمار شاید ہی کبھی ہو سکے۔اتنے مخلص اتنے سادہ، اتنے دلیر اور جاں نثار اب کہاں ملیں گے۔

شہیدِ حریتِ فکر صلاح الدین شہید جنہوں نے ایسے وقت میں اہل کراچی کو زبان دی اور ان کے شعور کو متحرک کیا جب پورا کراچی لسانیت اور نفرت کے پھنکارنے والے اژدھے کے سامنے حیران و پریشان کھڑا تھا۔پاکستانی صحافت کو تحقیق، جستجو اور کھوج کی کئی نئی راہیں تلاش کر کے دیں۔درحقیقت ان کے جاری کردہ ہفت روزہ ''تکبیر'' نے صحافت کی دنیا میں واقعی تکبیر کا کام کیا۔اس میں چھپنے والی رپورٹیں اور شہید صلاح الدین کا تجزیہ ہمیشہ بے مثال ہوتا۔لسانیت کے نام پر قوم کو ریزہ ریزہ کرنے والے اژدھے کے سامنے وہ پوری جرأت اور بسالت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور پھر تا دم شہادت اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سچ کہتے رہے اور لکھتے رہے۔ان کے کام اور اہداف نے پہلے دن سے یہ بات طے کر دی تھی کہ سائیکلوں کے پنکچر لگا کر معیشت کی گاڑی کو دھکا دینے والا پاکستان کا یہ عظیم قلمکار بالآخر لال کرتا زیب تن کرے گا اور وہی ہوا۔اژدھے نے اسے نگلنا چاہا مگر ناکامی سے چڑ کر زہریلی پھنکاروں کے ذریعے صحافت کی گلی میں جلنے والے اس روشن دیئے کو بجھا دیا۔ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ سچ کہنے میں وہ اس قدر بے باک تھے کہ جس مدرسۂ فکر سے وہ وابستہ تھے، سب سے زیادہ انہیں کو کھری کھری سننا پڑیں۔یہ بہت بڑی بات ہے، رنگ برنگے چشمے اتار کر سفید شیشے سے ماحول کا مشاہدہ کرنا اور پھر اسے اسی طرح بیان کر جانا ہر کسی کے بس میں کہاں؟

مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار رحمہ اللہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے مسند نشین ، جامعۃ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو وہاں پہنچایا جہاں ان کے پیش رو اکابر لے جانے کے خواب دیکھا کرتے تھے۔زہد و تقویٰ، علم و فضل میں ماضی قریب میں جو لوگ اوجِ ثریا پر تھے، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اسی گروہِ صادقہ میں شامل تھے۔

مخدوم مکرم سید کفیل بخاری نے بتلایا کہ:

''۱۹۹۲ء میں حجاز کے ایک سفر میں ڈاکٹر صاحب شہید اور وہ ایک ہی جہاز میں ہم سفر تھے۔جب جہاز نے فضا میں تیرنا شروع کیا تو اگلی نشست پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اپنے دستی بیگ سے دو کتابیں

نکالیں، بیگ کو جھولی میں رکھا اور اس پر ان کو سجایا، قلم کاغذ ہاتھ میں تھامے اور سبک رفتاری سے خالی کاغذوں پر قلم دوڑانا شروع کر دیا۔ غور سے دیکھا تو وہ کسی عربی کتاب کا اردو ترجمہ کر رہے تھے، مگر اتنی روانی اور تیز رفتاری سے کہ کوئی اردو کی کسی کتاب کو بھی سامنے رکھ کر کیسے نقل کرے گا۔ میں نے اپنے امیر سفر حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہ سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار ہیں۔ جب جہاز جدہ ائیر پورٹ پر اتر رہا تھا تو ڈاکٹر صاحب سوڈیڑھ سو صفحات کی کتاب کا ترجمہ مکمل کر کے انہیں دستی بیگ میں رکھ رہے تھے۔ ترجمہ کی اس تیز رفتاری اور وقت کے صحیح مصرف کو دیکھ کر میں اُن پر رشک کرتا رہا۔ پھر ان سے تعارف و مصافحہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔''

آج تک بنوری ٹاؤن میں ان کی کمی قدم قدم پہ محسوس کی جارہی ہے۔ دینی مدارس کے طالب علم آہیں بھر کر ان کو یاد کرتے ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ بنوری ٹاؤن کا معتبر ترین علمی حوالہ، تدریس، تصنیف و تالیف دعوت و ارشاد، سلوک و تصوف' وہ ہر ایک مسند کے ایسے نشین تھے کہ گویا یہ مسند انہی کی تشریف فرمائی کے لئے سجائی گئی ہو۔ تحریک تحفظِ ختمِ نبوت ان کے عطا کردہ علمی اور آسان فہم لٹریچر کے بغیر شاید وہاں نہ پہنچ سکتی جہاں آج ہے۔

مفتی نظام الدین شامزئی شہید نام بڑا یا کام' آج تک لکھنے والے تعین نہ کر سکے۔ دعوت و جہاد کے کام کی ایسی سرپرستی فرمائی کہ آپ کے جانے کے بعد اس محاذ پہ کام کرنے والے اپنے آپ کو جتنا نہتا اب محسوس کر رہے ہیں' شاید ہی پہلے کبھی کیا ہو۔ واقفانِ حال جانتے ہیں کہ افغان جہاد، تحریک حریت کشمیر، طالبان کی اسلامی شریعت حکومت ہر کام میں شامزئی صاحب وہ کچھ کر گئے کہ اب اس راستے پہ چلنے والے شاید ہی ان کی گرد کو چھو سکیں۔

پاکستان اور چائنہ کے تعلقات یقیناً ایسے نہ ہوتے اگر بروقت شامزئی شہید نے مداخلت کر کے بعض دوستوں کو سنگیانگ جانے سے نہ روکا ہوتا، آپ کی مداخلت اور دلچسپی ہی اس نازک موڑ پر پاک چین دوستی کو ''لازوال'' کر گئی۔ طالبان کے خلاف امریکا کا ساتھ دینے پر جو اشتعال ملک کے شمالی علاقوں میں اس وقت پیدا ہوا جس کے نتیجے میں شاہراہ ریشم بند کر دی گئی۔ شامزئی صاحب کے سمجھانے سے ہی کئی ہفتے بند رہنے والا یہ اہم ترین تجارتی روٹ کھل سکا۔

وانا کے مسئلہ پر بھی وہ سابقہ مسائل کی طرح ہی اہم ترین کردار ادا کرنے والے تھے کہ یہودی اشاروں پر نفرت کے اژدھے نے ان کو شہادت کا جام پینے تک پہنچا دیا۔ وہ پاکستان کے کتنے خیر خواہ اور قوم کے کتنے مخلص تھے ہر آنے والا دن اس حقیقت سے پردہ گرائے جارہا ہے۔ مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی رحمہ اللہ بھی اسی راستے کی دھول میں ہم سے اوجھل ہو گئے۔ جس پر ان کے پیش رو اکابر نے شہادت کے گلابوں کی فصل کاشت کی تھی۔ تعلیم قرآن اور تحفظ ختم نبوت کے کام کو حضرت لدھیانوی کے بعد سب سے بڑا دھچکا ان دو حضرات کے جانے سے لگا اور ملک بھر میں پھیلے ہوئے

نادار اور مفلس سفید پوش اہل علم مفتی محمد جمیل خان کے جانے سے جو نقصان برداشت کر رہے ہیں وہ وہی جانتے ہیں۔ بیمار اہل علم کا علاج اور غریب علماء کی خفیہ مدد اب ان کے جانے کے بعد کون کر سکے گا؟

ڈاکٹر ہارون قاسمی تحفظ ناموسِ اصحاب رسول کے بے لوث وکیل بھی شہادت کے کھیت میں اپنے حصے کا گلاب لگا کے مکین خلد بریں ہوئے۔ میں تو جامعۃ الرشید کے ہونہار اور علم و فضل میں اپنی مثال آپ نوجوان علماء کی حادثاتی شہادت کو بھی اسی تسلسل کا حصہ سمجھتا ہوں جس میں علم کُش اور اہل علم کُش کالو گواپنائے نفرت کے اژدھے اپنا کام کر رہے ہیں محسنِ امت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی پہرے والی وہ انوکھی ترکیب آج سمجھ آ رہی ہے کہ انہوں نے جس دور میں اسے رواج دینے کی ضرورت پر زور دیا، اس دور کے بہت سارے باخبر لوگ بھی اسے حیرانی سے دیکھا کرتے تھے۔

جامعہ بنوریہ کے مفتی عتیق الرحمٰن شہید درسِ قرآن کے فرض کو پورا کرتے ہوئے اپنے مدرسے اور روزنامہ اسلام کو ایسے دور میں تنہا کر گئے۔ جس دور میں ان جیسے انسانوں کی جتنی ضرورت ہے اور محسوس کی جارہی ہے وہ اس سے پہلے تو نہ تھی۔ ان کا قلم اور انکی مسند اور ہزاروں اور لاکھوں دینِ متین کے فکری کارکن نہ صرف نوحہ کناں ہیں بلکہ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتے ہیں کہ اب کون ہے کہ جسے آپ جیسا کہہ سکیں۔ مولانا ارشاد نے حق وفا اور رفاقت یوں ادا کیا کہ سفرِ شہادت میں مفتی عتیق الرحمٰن کو تنہائی محسوس نہ ہو۔

ابھی چند روز پہلے مفتی شمس الدین خالصتاً درس و تدریس سے وابستہ کئی برسوں سے متعین اپنی روٹین کے مطابق بخاری شریف کا سبق پڑھانے جاتے ہوئے پہلے اغوا ہوئے اور پھر شہید کر کے پھینک دیے گئے۔ مذکورہ بالا اکابر کے ساتھ مفتی عبدالسمیع سے لے کر مولانا انیس الرحمٰن درخواستی اور مولانا مشتاق تک ان کے رفقاء میں سے کوئی نہ کوئی ضرور کام آ گیا یا چھلنی ہوا۔ یہ طویل اور تھکا دینے والا سفر طے کرنے کے بعد آج کا اہل دل مسلمان اور پاکستانی یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ نفرت کے اژدھے سے اب یہ پوچھ ہی لیا جائے کہ

''اے لئیم کتنی لاشوں سے کلیجہ تیرا ٹھنڈا ہوگا''

۱۹۸۵ء سے لے کر آج ۲۰۰۵ء تک پچھلے ۲۰ برسوں میں جس تیزی اور منظم طریقے سے پاکستان میں بالعموم اور شہر قائد میں بالخصوص علماء، ڈاکٹرز، اہلِ قلم اور اہلِ حکمت و فن کو راستے سے ہٹایا گیا ہے یہ کوئی حادثاتی یا فسادات کا نتیجہ نہیں بلکہ غیر مسلم طاقتوں کا وہ مشترکہ طے کردہ خفیہ ایجنڈا ہے جس کے نتیجے میں کسی بھی ایسے آدمی کو جو مذہب، ملک اور قوم تک کسی نہ کسی درجے تک خیر خواہ ہو چن چن کر مار دیا جائے۔

۱۹۹۰ء کی دہائی میں دیہات، قصبہ، تحصیل اور ضلع کی سطح پر جس تیزی سے دینی ذہن رکھنے والے لوگوں کو راستے سے ہٹایا گیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ فیضؔ نے کہا تھا:

نثار تیری گلیوں پہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

اور جو سر اٹھائے اور اپنی موجودگی کا احساس دلائے، بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھلائے یا اندھیرے میں شمع جلائے اس کا سر سلامت نہیں رہنا چاہیئے۔ یہی یہودیوں کی سپر گورنمنٹ کا ہدف ہے اور اس کا راستہ ہموار کرنے کی ایک بہترین کوشش۔ اہل وطن کو آنکھیں کھول کر حالات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرنا چاہیئے کہ پہلے دن سے لے کر آج تک جتنے بھی لوگ اس طرح راستے سے ہٹائے گئے، کیوں ہٹائے گئے؟ اور ہٹانے والے کون تھے؟ اور وہ کون لوگ ہیں جو غیروں کے ایجنڈے کو بروئے کار لانے کے لیے روز سڑکوں، چوراہوں اور چوکوں پر اہل علم وفضل کو قتل کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا ہدف تو شاید کراچی کو تسخیر کرنا ہو لیکن ان کے آقاؤں کا ہدف کچھ اور ہی ہے۔ محسن پاکستان حکیم محمد سعید شہید کو جس وقت روزے کی حالت میں ان کے مطب کے سامنے صرف اس جرم میں قبائے لالہ پہنا دی گئی کہ وہ نفرت کے اژدھے کو برملا برا کہتے تھے۔ پاکستان کے اس عظیم محسن کی شہادت پر کسی نے کہا تھا اور کیا خوب کہا تھا:

چھاؤں جو بانٹے بہت اور لائے برگ و بار بھی
اس شجر کو کاٹ دو ایسا یہاں کوئی نہ ہو

ایسا یہاں کوئی نہ ہو، ایسا یہاں کوئی نہ ہو، ایسا یہاں کوئی نہ ہو...... بغداد میں موساد کے ایجنٹوں نے ۴ ہزار انجینئر اور سائنسدان چن چن کر قتل کر ڈالے اور کراچی میں......؟

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

0641-462501
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان